باب۔63

شفاعت

☆ وَأَنذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَن يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُم مِّن دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۔

ترجمہ: اور (قرآن سنا کر) خبردار کردو ان لوگوں کو جن کو ان کے رب کے پاس حاضر ہونے کا خوف ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارشی (یہ تم ان کو اس لیے سناؤ کہ) شاید کہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔(سورۃ الانعام : آیت 51)

صاحبو! اگرچہ کہ اس آیت کے لَا شَفِيعٌ سے تو یوں لگ رہا ہے کہ جیسے کوئی شفیع نہیں۔ لیکن دیکھو آیۃ الکرسی میں یہ بھی ہے کہ مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ، یعنی کون ہے جو اللہ کے اِذن کے بغیر اللہ کے دربار میں سفارش کرسکتا ہے۔ ایک اور جگہ ہے مَّن يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُن لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا یعنی جو شخص اچھی سفارش کرے اس کو اس کی وجہ سے اس میں سے حصہ ملے گا،(سورۃ النساء : آیت 85)۔

ہمیشہ یاد رکھو کہ کوئی بات ایک جگہ مطلق یا independent ہو اور دوسری جگہ مقید اور restricted تو ایسے میں مطلق کو مقید پر محمول کرنا یعنی apply کرنا چاہیے۔ لہٰذا لَا شَفِيعٌ کے معنی ہوئے اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کرسکتا۔ اس بات پر غور کرنا بھی ضروری ہے کہ دنیا میں اگر کوئی شفاعت کا اجازت یافتہ ہوسکتا ہے، تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ کون ہوسکتا ہے۔۔؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّـهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا،(سورۃ النساء: آیت 64)، گویا پیغمبر اگر کسی کے لیے مغفرت چاہے تو اللہ اس کی توبہ ضرور قبول کرے گا، ان پر رحم کرے گا۔

دعائے مغفرت کرنا کیا شفاعت میں داخل نہیں ؟ ۔۔۔ حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں، سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي،(سورۃ مریم : آیت47)یعنی میں تمھارے لیے دعائے مغفرت کروں گا۔ یہ سب شفاعت کی ہی صورتیں ہیں۔ یہ کون کہتا ہے کہ اللہ شفاعت قبول کرنے پر مجبور ہو گا۔ وہ تو نہ ہمارے پیدا کرنے پر مجبور تھا، نہ پرورش کرنے پر۔ نہ شفاعت قبول کرنے پر اور نہ بخشنے پر۔ یہ سب اس کا کرم ہے۔ شفاعت کرنا بھی اللہ کے رحم کا تقاضہ ہے اور شفاعت قبول کرنا بھی اللہ کے رحم و کرم کا کرشمہ ہے۔

بعض نادان کہتے ہیں کہ پیغمبر ہو یا ولی، اللہ کے پاس کسی کی وجاہت و آبرو نہیں کہ اس وجاہت و آبرو کی وجہ سے شفاعت قبول کرے۔ جناب! عیسیٰ علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ،یعنی وہ دنیا اور آخرت میں باوجاہت و باآبرو ہیں، اللہ کے مقربوں میں سے ہیں،(سورۃ ال عمران : آیت45)۔ تو سوچو کہ ہمارے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر باوجاہت ہونگے۔ جو بدبخت، اللہ کے دوستوں کو بے آبرو سمجھے وہ خود بے آبرو ہے۔ اس قسم کے مہمل الفاظ کہنے پر دوستانِ خدا کی عداوت برانگیختہ کرتی ہے۔ یہ ظالم اللہ کو سمجھ سکے نہ اس کے رحم کو۔ اس کے دوستوں کی سفارش کو سمجھے اور نہ ہی ان کے کرم کو۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ اللہ ان کی بیماری کو اور بڑھاتا ہے۔اَلْعِيَاذُ بِاللّٰہ ۔

کیا فرق ہے شفاعت اور نام نہاد کفارۂ مسیح میں ؟۔۔۔ کفارۂ مسیح میں حضرت عیسیٰؑ سب کے گناہوں کی گٹھری اپنے سر پر دھر کر دوزخ میں چلے گئے (اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ)، خود عذاب اٹھایا اور دوسروں کو بچایا۔ اب عیسائی چاہے جتنا گناہ کریں، جس قدر غریبوں پر ظلم و ستم کریں، غیر مذہب والوں کو تکلیف اور ایذا پہنچائیں، کوئی گناہ نہیں۔ کیا یہ سب کچھ درست ہو سکتا ہے۔۔۔؟ بالکل نہیں۔ دیکھو! اسلام میں یہ ہرگز درست نہیں کہ گناہ کرے کوئی اور عذاب ہو کسی اور پر۔ اصل یہ ہے کہ سفارش، ایک قسم کی التجا ہے، دعا ہے۔ جب اللہ کو اپنے دوستوں کا اعزاز کروانا ہوتا ہے تو سفارش قبول کر لیتا ہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ یعنی اللہ کے لیے محبت، یہ بھی عمل ہے اور بہترین عمل ہے۔ کوئی عمل ضائع نہیں جاتا تو یہ عمل کیوں کر ضائع ہو جائے گا۔ اللہ اپنے دوستوں کی ضرور سنے گا۔ اور ان کے اعزاز کو ساری دنیا پر ظاہر اور نمایاں کرے گا۔ اس سے نہ اللہ کی مجبوری ثابت ہوتی ہے نہ ایک کے گناہ میں دوسرے کا عذاب میں گرفتار ہونا۔

{حوالہ تفسیر صدیقی- پارہ3 صفحہ 5 تا 9 اور پارہ 7 صفحہ 74 اور 75}